

دعواتِ عبدیتِ حق

از ارشادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

مرتبہ ۱ مولانا سعید الرحمن علوی مجلس آباد راولپنڈی



مؤرخہ ۲۷ نومبر ۱۹۶۶ء بظاہر ۱۳ شعبان العظم ۱۳۸۶ھ کو
صبح دس بجے مدرسہ تہذیب عثمانیہ درگاہی محلہ راولپنڈی میں
”ختم بخاری شریف“ کی تقریب سعید منقذ ہوئی جس میں
مولانا قاری محمد امین صاحب ناظم مدرسہ کی دعوت پر
حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ نے شمولیت فرما کر
ختم بخاری کے بعد ذیل کی تقریر ارشاد فرمائی جسے ہم
بشکریہ ہفت روزہ ”خدام الدین لاہور“ (کتاب و حکمت نمبر)
قارئین الحق کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

قال امیر المؤمنین فی الحدیث الامام الشیخ محمد بن اسمعیل البخاری ! باب قول الله
ونضع الموازين القسط ليوم القيمة وان اعمال بنی آدم وقولهم يومئذ وقطال
مجاهد القسط اس العدل بالرومية ويقال القسط مصدر القسط وهو العادل
واما القاسط فهو المجائر حدثنا احمد بن اسكاف قال حدثنا محمد بن فضيل
عن عمار بن القعقاع عن ابي زرعة عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه
قال قال النبي صلى الله عليه وسلم كلمتان حبيبتان الى الرحمن خفيفتان
على اللسان ثقيلتان في الميزان سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم۔

سب سے پہلے آپ حضرات کا شکر گزار ہوں کہ اس مبارک تقریب میں مجھ ناچیز کو
آپ نے شمولیت کا موقع دیا۔ یہاں بہت سے اکابر جو علما و علما مجھ سے فائق ہیں، موجود ہیں۔ صرف
اس لحاظ سے کہ میں ذرا دور سے آیا ہوں۔ میری حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

بخاری شریف کے متعلق علما فرماتے ہیں: اصح الکتاب بعد کتاب اللہ البخاری۔ اور یہ
وہ کتاب ہے جس کے متعلق خود امام بخاریؒ نے فرمایا کہ: اصح الکتاب بعد کتاب اللہ بخاری۔ اور یہ
کتاب ہے جس کے متعلق خود امام بخاریؒ نے فرمایا کہ: اصح الکتاب بعد کتاب اللہ بخاری۔ اور یہ

دو رکعت نفل پڑھ کر حرم میں استنارہ کیا۔ اس کے بعد ترجمۃ الباب (عنوان) اور حدیث کو نقل کیا۔ یہ مصنف کے غلو ص نیت کا ثمرہ ہے کہ اس کی جلد احادیث پر اجماع ہے۔ اور کتاب اللہ کے بعد جتنا اس پر اعتماد ہے اور کسی کتاب پر نہیں، نیز جتنا فائدہ کتاب اللہ کے بعد اس کتاب سے مسلمانوں کو پہنچا کسی دوسری کتاب سے نہیں پہنچا۔ ۱۶ سال کے عرصہ میں امام نے یہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسانِ عظیم فرمایا۔ مسائل کا اس میں جتنا ذخیرہ ہے اور صحیح احادیث کی جو کثرت ہے وہ اسی کا حصہ ہے۔ علمائے تجربہ کیا کہ مشکلات کے وقت بخاری کا ختم بہت نافع ہوتا ہے۔ خود ہمارے بزرگوں کا یہ معمول تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام جہاں پڑھا جائے گا وہ جگہ انوار و برکات سے معمور ہوگی۔ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی کہ میری موت کے وقت احادیث رسول پڑھتے رہنا۔ چنانچہ بیماری کا بگڑتا رنگ دیکھ کر حالت نزع میں شاگردوں، عزیزوں اور عقیدتمندوں نے احادیث کی تلاوت شروع کر دی۔ حضرت مرحوم اسی حالت میں احادیث رسول میں مستغرق رہے اور واصلِ حقیقت ہو گئے۔ علامہ جزائری نے لکھا ہے کہ بخاری کے مختلف الاباب جن کو تراجم الاباب کہا جاتا ہے۔ وہ ۵۰۳ ہیں ان میں سب سے پہلا باب ہے۔ باب کیفۃ کان بذالوجہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر اس میں سیدنا حضرت عمرؓ کی مشہور حدیث نقل کی۔ اثمنا الاعمال بالنیات واثمنا لامرئیک ما لوی فمن کانت ہجرتہ الی دنیا لیصلحہا والی امرأتیکما فہجرتہ الی ماہاجرا لیبہ۔ اور کتاب کے آخر میں سب سے آخری ترجمۃ الباب جو لائے وہ ہے ولضع الموازین القسط۔ الخ اور اس میں حدیث حضرت البربرہؓ کی نقل کی۔ کلمتان حبیبتان الی الرحمن۔ الخ مصنف علیہ الرحمۃ نے سب سے پہلے باب میں دو چیزیں نقل فرمائی ہیں، وحی اور نیت۔ وحی کو سب سے پہلے لانے میں اشارہ اس طرف ہے کہ دین افکار و آراء کا نام نہیں زید عمر بکر کی عقل اگر کوئی تدبیر کرے اسے دین کا نام دیا جائے ایسے نہیں ہو سکتا۔ دین نہ تو متفرق افکار کا نام ہے اور نہ متفرق معقولات کا۔ بلکہ دین نام ہے مرضیات و احکاماتِ خداوندی کا۔ یہ مسئلہ بہت طویل ہو جائے گا کہ انسانی عقل بہت محدود ہے ایک انسان دوسرے کے ساتھ دل جوڑ کر بیٹھ جائے، تو بھی دوسرا دوست نہیں سمجھ سکتا کہ میرا دوست کیا چاہتا ہے۔ حتیٰ کہ سینہ سے سینہ ملا کر بھی ایسا ممکن نہیں۔ تا دقتیکہ وہ زبان سے کہہ دے۔ تو جب زبان سے کہے بغیر دوسرے انسان کی مرضیات کا پتہ نہیں چل سکتا۔ تو خدا نے قدوس کی مرضیات کا پتہ کیسے چلے گا، جب ©rasailojaraid.com میں ایک کہتا ہے

عالم قدیم ہے، دوسرا کہتا ہے حادث ہے، ہم کس کی بات مانیں؟ ایک شخص ایک چیز کو کڑوا کہتا ہے، دوسرا میٹھا کہتا ہے، ہم کس کی بات مانیں؟ تو امام بخاریؒ نے باب بدالوحی قائم کر کے فرمایا کہ دین کے معلوم کرنے کا ذریعہ وحی ہے جس کی حقیقت یہ ہے لایاتیبہ الباطل من بین یدیبہ ولا من خلفہ تنزیلہ من حکیم حمید کہ وحی میں حق و باطل کے اشتباہ کا سوال ہی نہیں۔ پھر وہ حکیم و حمید کی طرف سے منزل ہے۔ وحی میں تین چیزیں ہیں ایک ہے موحی یعنی جس کی طرف سے وحی آتی ہے وہ خدا ہے جس کی صفت حکیم و حمید اور قادر و قیوم ہے، اس کی طرف سے جو قانون آئے گا۔ وہ سراسر باعث نجات و سعادت ہوگا۔ اور اس میں بھلائی ہی بھلائی ہوگی۔ دوسرے ہیں وحی لانے والے وہ حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں جن کی حقیقت یہ ہے انہ لقولہ رسول کریم ذی قوت عند ذی العرشے مکین مطاع شہ امین۔ وہ رسول کریم ہیں اور صاحب قوت ہیں، انکی قوت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ چھ لاکھ کی آبادی کو اپنی انگلیوں سے آسمان پر بے گئے۔ وہاں سے نیچے ٹپک دیا۔ جبریل امین سے پوچھا گیا کہ آپ کو کبھی شکن محسوس ہوئی ہے؟ فرمایا نہیں۔ ہاں ایک مرتبہ عجلت سے کام لیتا پڑا، جب حضرت یوسف علیہ السلام کو نسبی بھائیوں نے کنوئیں میں ڈالا میں اس وقت سدرۃ المنتہی پر تھا۔ خدا نے حکم دیا کہ ملبدی کرو یوسف پانی تک پہنچنے نہ پائیں! پھر جبریل کا مستقر وہ بھی بغیر آئے قرآن عرش کے پاس ہے۔ پھر وہ مطاع ہیں۔ ان کی فرمانبرداری کی جاتی ہے۔ روایات میں ہے کہ جب وحی لاتے ہیں تو ستر ہزار فرشتے باڈی گاڑ کے طود پر آگے پیچھے دائیں بائیں ہوتے ہیں۔ یہ محض قانونی تحفظ ہے۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے دنیا بھر کے شیاطین مل کر بھی کوئی حرکت کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ پھر جبریل امین فی نفسہ امین ہیں۔ خیانت کا سوال ہی نہیں اور جس ذات اقدس پر وحی آتی ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو نبوت بلکہ ختم نبوت اس وقت ملی جب کہ آدم بین السماء والطین تھے اور جن کو علم الاولین والآخرین عطا ہوا تھا یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور ان سے پہلے فرشتوں کے متعلق معلومات تو وحی آئی خدا کی طرف سے، لانے والے جبریل امین، آئی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ پھر آگے مبلغین ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ اور ایک لاکھ ۲۴ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو میدانِ عرفات میں تھے، جنہوں نے گھر بار چھوڑا جائیداد چھوڑی، قبیلہ کتبہ چھوڑا، محض اس لئے کہ براہِ راست جہط وحی سے علوم حاصل کر سکیں۔ اور صحابہؓ کو اخذ حدیث کا بوشوق تھا۔ اس کا اس سے اندازہ لگائیں کہ حضرت فاطمہ کو حضور علیہ السلام نے مرضِ وفات میں بلار کان میں کچھ کہا، آپ رو پڑیں۔ دوسری مرتبہ ایسے ہی سرگوشی فرمائی تو آپ ہنس پڑیں۔ اخذ حدیث کے شوق نے حضرت عائشہ کو سوال پر مجبور کیا۔

حضرت فاطمہؑ سے پوچھا کہ قصہ کیا تھا؟ کہنے لگیں کہ راز نبوی ہے۔ انتقال کے بعد پھر اہبات المؤمنین نے جمع ہو کر حضرت فاطمہؑ سے پوچھا گویا اخذ حدیث کا شوق ابھی برابر تھا۔ اب حضرت فاطمہؑ نے بتلادیا کہ راز تو آؤٹ ہو چکا ہے۔ کہنے لگیں کہ پہلی مرتبہ آپ نے مجھے اپنے انتقال کی خبر دی اور دوسری یہ خبر دی کہ سب سے پہلے تیری ملاقات مجھ سے ہوگی اور تو سیدۃ النساء اہل الجنت ہے۔ تو بہر حال ایک ہے شکل عمل ایک ہے روح عمل اور ایک ہے نتیجہ عمل۔ اشکال اعمال کہ نماز کیسے ہو، روزہ کیسے ہو، تجارت کیسے ہو، ملازمت کیسے ہو۔ حضرت سلمان فارسیؓ کو کسی نے طعنہ دیا کہ علمکھ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کھلے شعوئے حقہ فضاء العاجتہ قال نعم ادکما قال۔ فرمایا ہاں ہمارے نبی نے ہمیں سب کچھ سکھلایا اور دور رس نگاہیں سمجھتی ہیں کہ دنیا میں انبیاء کے تشریف لانے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ ہر شعبہ زندگی میں رہنمائی کریں تو امام نے احادیث جمع کر کے تراجم کر کے اشکال اعمال سے آگاہ کیا گویا یہ انسائیکلو پیڈیا ہے۔ امام فرماتے ہیں کہ سن لو دنیا میں رہنا ہے، عبادت کرنی ہیں، حکومت کرنی ہے تو توجہ الی الوحی کرو حضورؐ کی احادیث کے سامنے دو زانو بیٹھو۔

امام بخاریؒ سب سے پہلے ذکر وحی لائے کہ مدار دین اور اصل دین یہی ہے اور فرمایا کہ اعمال کا مدار اس پر رکھو اس میں غلطی و نسیان نہیں۔ سہو اور چوک نہیں۔ لوگ آج اس پر بحث کرتے ہیں کہ وحی بحجت ہے یا نہیں؟ وہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ مدار دین یہی ہے، لہذا اس کی حیثیت کمزور کرو۔ اور بہ لباسِ مسلمانی اس پر بحث ہوتی ہے۔ اور دوسری چیز جو پہلے باب میں پیش کی وہ روح اعمال ہے۔ کیونکہ جسد بغیر روح کے بے سود ہے ایک بادشاہ اس وقت تک بادشاہ ہے جب تک اس میں روح ہے، روح گئی تو اپنے ہی منوں مٹی کے نیچے دکھ کر آگئے۔ تو روح اعمال اخلاص ولہبیت ہے۔ جب عمل شریعت کے قالب کے مطابق ہوں۔ اور روح عمل درست ہو تو آپ سارا دن مشغول فی العبادت سمجھے جائیں گے۔ اگرچہ آپ سارا دن دوکان پر رہیں۔ آپ تجارت کرتے ہیں اس نیت سے کہ حقوق پورے ہوں تو عبادت ہے۔ اور اگر نماز پڑھتے ہیں اس نیت سے کہ لوگ نمازی کہیں، تو قیامت میں رسولی ہوگی۔ حضرت نے فرمایا نیت المؤمن خیر من عمدہ۔ تو روح اعمال اخلاص ولہبیت ہے۔ حدیث میں ہے کہ کوئی مسلمان خوشی سے اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالے وہ بھی عبادت ہے۔ اب اگر وما خلقتہ الجن والانس الا ليعبدون کا مطلب صاف ہو جاتا ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد ہی عبادت ہے۔ تو گویا پہلی حدیث میں اشکال و اراجاع اعمال کا تذکرہ کیا اور اب آخری حدیث میں نتیجہ اعمال کا ذکر ہے۔ دنیا میں ہر ایک نے ہزاروں کام کئے ہیں تو نتیجہ یہ ہے کہ قیامت میں ان کا وزن ہوگا۔ وزن

کے بعد یا جنت ہوگی یا جہنم۔ موازنین میزان کی جمع ہے، بمعنی ترازو جمع لائے اس لئے کہ ہر عمل کیلئے علیحدہ علیحدہ ترازو ہو، تو بھی ممکن ہے اور یہ بھی ہے کہ بسبب عاملین جمع لائے کہ ترازو ایک ہوگا اعمال تو سب کے تئیں گے، اس لحاظ سے موازن فرمایا۔ پھر یہاں بحث ہے کہ وزن اعمال صرف مسلمانوں کے ہوں گے یا کافروں کے بھی ایک قول کے مطابق کفار، انبیاء معصوم بچے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ تپنے کے لئے اشداد کی ضرورت ہے۔ کافر کے سیات ہی سیات ہیں اور انبیاء کے حسنات ہی حسنات تو یہاں وزن نہیں تو گویا عند الغزالی عصاة مسلمین (گنہگار) کے اعمال کا وزن ہوگا۔ لیکن جہود فرماتے ہیں کہ وزنی اعمال میں سب شریک ہیں۔ کافروں کے وزن اعمال کی ایک وجہ یہ ہے کہ ایک پلڑہ میں حصّہ سیات ہوں گی۔ دوسرا خالی ہوگا، تو مقصد عمل ہو جاتا ہے کہ مقصد ہے بھاری پن دکھلانا دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار میں طبقات ہیں۔ عبادت ان کی معتبر نہیں کہ ایمان نہیں اور ایمان شرط ہے عبادت کے لئے۔ ہاں انسانی نیکیوں کے سبب تخفیف ہوگی جیسے کہ ابوطالب کے متعلق ہے۔ صحابہؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ ابوطالب نے آپؐ کی ہمیشہ حمایت کی کلمہ نہیں پڑھا اس حمایت کا اسے فائدہ ہوگا؟ فرمایا جہنم سے نہیں بچ سکتا۔ ہاں اس کا جہد آگ سے محفوظ ہے۔ صرف اس کے پاؤں میں آگ کے چل ہیں، جن سے اس کا دماغ کھولتا ہے۔ دانت اعمال بنے آدم اعمال کے تپنے سے متعلق تین قول ہیں —

پہلا قول یہ کہ حسنات اجسام نورانی اور سیات اجسام ظلماتی بن جائیں گے، تو گویا یہاں کے اعراض دہاں اجسام بن جائیں گے۔ عالم مثال میں نبی کریم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں نے دودھ پیا۔ مابقی حضرت عمرؓ کو دیا اور اس کی تعبیر علم سے فرمائی ہمارے بزرگوں نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک صاحب نے خواب میں دیکھا کہ مجھے ایک حسین و جمیل عورت ملی۔ مگر اندھی ہے۔ تو فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ نماز کے وقت تو آنکھیں بند کرتا ہوگا۔ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اندھی ہونا اسی کا ثمرہ ہے کہ تو نماز میں آنکھیں بند کر لیتا تھا —

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ رجسٹر تئیں گے، جنہیں کراماتین کہتے ہیں اس کی دلیل حدیث ترمذی ہے کہ ایک آدمی کے ۹۹ رجسٹر لائے جائیں گے، سیات سے پُر ہوں گے، وہ غریب پریشان ہوگا کہ میں تو مارا گیا یہ ۹۹ رجسٹر سیات سے پر ہیں یہاں تک کہ ایک رجسٹر لایا جائے گا جس میں اخلاص سے کلمہ پڑھنے کا ذکر ہوگا۔ تو یہ ایک بھاری ہو جائے گا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ دوحجہ و اما عملوا احضروا! کہ خود اعمال سامنے آجائیں گے۔ آج کل اس پر بحث کی ضرورت نہیں کہ آخر دنیا میں کس کس چیز کا پیمانہ نہیں۔ درجہ حرارت تک پتہ چل جاتا ہے۔ اور

ان تینوں میں تطبیق ممکن ہے۔ کیونکہ آخری عدالت ہوگی۔ پہلے اجسام کی صورت میں وزن ہوگا۔ ممکن ہے صاحب اعمال کی تسلی نہ ہو تو اعمال ہی سامنے کر دئے جائیں۔ بہر حال تطبیق ممکن ہے۔

قال مجاهد القسط اس العدل بالرومية۔ امام بخاری کا طریقہ ہے کہ آیت یا حدیث میں آئے ہوئے الفاظ کے مترادفات کا ذکر کر دیتے ہیں۔ دوسری زبانوں کی لغات کا عربی میں آنا اس میں ایک قول امام شافعی کا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ دوسرے لغات عربی میں نہیں کہ یہ سان عربی مبین ہے۔ اگر ایسے ہے تو پھر مشکوٰۃ سبیل وغیرہ الفاظ کیسے آگئے، اس کا جواب ہے کہ یہ الفاظ تو لغات سے ہیں۔ ایک ہی لفظ کئی زبانوں میں مشترک ہو سکتا ہے۔ دوسرا قول ہے کہ الفاظ عجمی تھے پھر عربی میں منتقل ہوئے تو پھر بھی لسان عربی مبین درست ہے۔ کیونکہ انسانی مدنی الطبع ہے۔ تبدیلی کے ساتھ ایسے ہوتا رہتا ہے۔

مقسط کا مصدر اقسط ہے، اس کا مجرد قسط ہے تو گویا قسط مصدر المصدر ہے۔
کما قال ابن بطالہ اور اس کا معنی عادل ہے، یعنی مزید ہو تو عادل اور مجرد ہو تو ظالم اور مقسط من الاعمال اگر معنی ظلم لیا جائے تو بھی درست ہے کہ افعال میں ہمزہ سلب کے لئے آتا ہے تو پھر بھی معنی عادل درست ہے۔ یعنی ازالہ جور۔

قسطلانی نے لطیف نقل کیا ہے کہ حجاج بن یوسف جس کے متعلق امام حسن بصری نے فرمایا کہ اس امت کی ہر تیز کو خدا نے دوسروں پر فوقیت دی اگر قیامت میں دوسری امتوں کے ظلم اکٹھے ہوئے تو ہمارا ظالم (حجاج بن یوسف) بھی بڑھ جائے گا۔ ایک لاکھ پچیس ہزار صحابہ و تابعین قتل کروائے۔ اور اس کا کارنامہ ہے کہ اشاعت قرآن کو دیکھ کر اور یہ سمجھ کر کہ عجمی لوگ غلط نہ پڑھیں، اس نے اعراب گلوائے۔ بڑی عظیم خدمت بھی ہے۔ بہر حال اس نے مشہور تابعی سعید بن جبیر سے پوچھا، میں کیسا ہوں (کیفہ انا؟) فرمانے لگے انت عادل قاسط۔ لوگ سمجھ کر ڈر گئے اور تعریف کی لیکن حجاج تو خود بڑا ماہر اور زبان دان تھا۔ کہنے لگا انہوں نے مجھے مشرک اور ظالم کہا ہے۔ قاسط معنی ظالم یعنی داما القاسطون فکانوا الجہنم حطباً۔ (ظالم جہنم کا ایندھن ہیں) اور عادل معنی مشرک یعنی دھم بربھو یعدون (یعنی یہ لوگ دوسروں کو خدا کے برابر کرتے ہیں۔ تو مشرک ہیں) خیال کریں کہ اتنا بڑا ظالم لیکن قرآن کی حقیقت کو کیسے سمجھا ہے۔ اور آج ہر ایک کو قرآن دانی کا دعویٰ تو ہے، لیکن جو حال ہے وہ سب دیکھ رہے ہیں۔ اللہ بچائے۔

حدیث! خفیفات علی اللسان ظاہر ہے کہ کلمات مختصر ہیں، پڑھنے میں تکلیف نہیں،

دیر نہیں گنتی۔ ثقیلین فی المیزان پہلے گزرا کہ ایک رجسٹر ۹۹ رجسٹروں سے بھاری ہوگا۔ تو ثقل بھی درست ہے۔ بشرطیکہ نیت خالص ہو۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ باری تعالیٰ کی صفات تین قسم کی ہیں۔ سببی صفات یعنی وہ مکان سے پاک ہے، زبان سے پاک ہے، اسکی اولاد نہیں، ہر قسم کے عیوب و نقائص سے منزہ ہے اس کی تعبیر سبحان اللہ سے ہوتی ہے کہ وہ قادر و مختار ہستی ہر قسم کے عیوب و نقائص سے منزہ و مبرا ہے، دوسری قسم صفات ذاتیہ کی ہے۔ ان کی تعبیر الحمد للہ سے ہوتی ہے کہ وہ ذات قدیم و غفور تمام تعریفوں کی مستحق ہے، ہر قسم کی صفات محمودہ سے متصف ہے۔ تیسری چیز افعال باری ہیں۔ اس کی تعبیر عظیم سے ہوتی ہے یعنی خداوند کریم اپنے بلند افعال کے سبب عظمت سے متصف ہے۔ تو تخلقوا باخلاق اللہ (کہ باری تعالیٰ کی صفات اپنے اندر پیدا کر دو) کے تحت ہر قسم کے عیوب و نقائص سے ہمیں پاک ہونا چاہئے۔ چوری ڈاکہ شراب خوری، راہزنی، سگٹنگ ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ غرضیکہ ہر وہ برائی جو انسانیت کے خلاف ہے اور جس کی مذہب اہل امت نہیں دیتا، اس کو چھوڑنا ہی سبحان اللہ کا اقتضا ہے۔ سچ بولنا۔ صلہ رحمی۔ احسان و مروت۔ غرباء و یتامی کی کفالت جیسی جملہ اچھی صفات مذہب نے سکھلائی ہیں اور محمد مدنی علیہ السلام نے جن کی تعلیم دی ان کا اپنانا الحمد للہ کے منشاء کو پورا کرتا ہے۔ اور اس کے بعد ایسے کام کرنا جو بلند و بالا ہوں جن سے مسلمان کا دنیا میں وقار و براہیہ ایسے کاموں کے کرنے سے ہم حساب عظمت ہو سکتے ہیں اور الحظیم کا مقصد ہی یہ ہے کہ مسلمان وہ کام کریں جو ان کی شان کے مطابق ہوں۔

باری تعالیٰ توفیق عمل دیں — آمین —

بقیہ قادیانیوں کا افتراء —

اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۰ پر حجۃ الاسلام بانی دارالعلوم دیوبند علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے: اعتناع بالغیر میں کسے کلام ہے۔ اپنا دین ایمان ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں ۱۳۱

آپ کا دین سب دینوں میں آخر ہے چونکہ دین حکماء خداوندی کا نام ہے تو جس کا دین آخر ہوگا وہی شخص سردار ہوگا۔ کیونکہ اس کا دین آخر ہوتا ہے جو سب کا سردار ہوتا ہے۔ (قبلہ نامہ)

اسے تفصیل سے مرزائوں اور ربوہ والوں کا افتراء اور ان کی کذب بیانی کی پوری حقیقت آپ حضرات کے سامنے بے نقاب ہو چکی ہے — بندہ یہ دعویٰ ہے کہتا ہے کہ یہ لوگ کوئی دلیل اپنے دعویٰ کے مطابق ان حضرات کی عیارت میں پیش نہ کر سکیں گے۔